حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● آنسوؤں کا سفر مصنف: ڈاکٹر عبدالشکور عظیم

ضخامت: ۱۸۳ صفحات قیمت: ۱۵۰ روپے ملنے کا پتہ: حمزہ جیولری ہاؤس، جی ٹی روڈ کوٹ ادّو۔ مظفر گڑھ

زیرِ نظر کتاب کے مصنّف جناب ڈاکٹر عبدالشکور عظیم ایک متدین اور باشرع خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ گھر کے ساتھ ساتھ اُنھیں گھر سے باہر بھی دینداری کے ماحول میں رہنے اور اُس کی برکات سے مستفید ہونے کا بھرپور موقعہ ملا۔ میڈیکل کالج کی تعلیم کے دوران بھی اُنھیں مخلص اور باعمل علمائے دین کی تربیت و ہم نشینی کا شرف حاصل رہا۔ چنانچہ دین داری اور علمائے دین سے محبت واحترام کے رویّے اُن کے مزاج کا جزوِ لاینفک بن چکے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب کا شانِ تصنیف یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے مصنف کو زیارت بیت اللہ و مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میسر ہوئی۔ مصنف نے اس چند روزہ قیام کے دوران قلب ونظر پر وارد ہونے والے ہر احساس وجذبے کو قلم کے سپرد کیا ہے۔ کسی بھی سفرنامۂ حج یا سفرنامۂ عمرہ میں سب سے اہم چیز یا سب سے بنیادی نکتہ اپنے احساسات وجذبات کی مکمل صورت گری کی جائے۔ فاضل مصنف نے اسی اصول کی مکمل اتباع کرتے ہوئے صرف اور صرف احساس ہی کی ترجمانی کی ہے، اور انصاف کی بات یہ ہے کہ مصنف ادھر ادھر کی فالتو باتوں اور احساس وادراک کے بغیر گائیڈ بکس جیسی معلومات نویسی سے اپنی کتاب کو بچانے میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ البتہ ایک بات قابلِ غور ہے اور وہ یہ کہ بہت کچھ صرف محسوس کرنے کے لیے ہوتا ہے اور سب کچھ تحریر واشاعت کے لیے نہیں ہوا کرتا۔ ہر احساس کو پیراہنِ الفاظ میں مستور کر دینے سے یک گونہ احساس کی بے حرمتی کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● اپنے ہونے کی حیلہ سازی شاعر: جمشید اقبال

ضخامت: ۲۰۰ صفحات قیمت: ۳۵۰ پیشکش: پیس پبلیکیشنز۔ بہاولپور

جناب جمشید اقبال بہاولپور کی علمی وادبی اعتبار سے زرخیز اور تاریخی روایات کی حامل سرزمین کے نئے نمائندہ ادیب ہیں۔ نئی نژاد کے ادب پروروں میں اُن کو اہم مقام حاصل ہے۔ زیرِ نظر کتاب سے پہلے اُن کی پہلی کتاب (بطور مرتب) ''معیاری ادب......خدا حافظ؟'' کے غیر معمولی اور چونکا دینے والے عنوان کے ساتھ منصّۂ شہود پر آ کر ادب کے سنجیدہ قارئین کی توصیف وتوجہ حاصل کر چکی ہے۔ کتاب کا غیر معمولی عنوان اور اُس کے مندرجات کم از کم اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ مرتب کو (جو زیرِ تبصرہ دیوان کے شاعر بھی ہیں) ادب کے معیار سے گہری دلچسپی ہے اور ادبی

لایعنیت سے اُن کی طبیعت کو نفور ہے۔ مرتب نے اپنی شخصیت کے اسی تأثر کو مزید گہرا اور مضبوط کرتے ہوئے ایک شعری مجموعہ بھی شائع کیا ہے جو اس وقت ہمارے زیرِ تبصرہ ہے۔ اگرچہ جناب جمشید اقبال تخصصات کی وحشت کے اس زمانے میں خوش قسمتی سے اس وبا سے محفوظ ہیں اور ان کی شخصیت ہمہ جہت نہ سہی تو کثیر الجہات ضرور ہے اور اُن کی طبعِ رسا کو شعر، تنقید، افسانہ اور خصوصی تجزیاتی مطالعات جیسی متعدد اصناف سے دلچسپی ہے، مگر شعبہ تدریس سے وابستہ اس ادب نواز کا بنیادی ربط اور پہلا علاقہ ''شعر'' ہی ہے کہ ''طبیعت اس طرف راغب ہوتی ہے''۔

شعر میں طبع آزمائی اور مشقِ سخن کرتے ہوئے اور بطورِ شاعر اپنی پہچان اور شناخت قائم کیے ہوئے اگرچہ اُن کو زیادہ مدّت نہیں ہوئی ہے اور نو آموزی اپنے لوازم و مستلزمات کے ساتھ ابھی اُن کے ہاں محسوس ہوتی ہے لیکن اس مجموعے کی ورق گردانی کرتے ہوئے بہت سے ایسے اشعار مطالعے میں آتے ہیں کہ قاری کی توجہ اور دلچسپی کو انگیخت کرتے ہیں، کسی جگہ پر اس قسم کے ایک سے زائد اشعار اکٹھے ہو جائیں تو غزل بہت جاندار ہو جاتی ہے۔ مثلاً مطلع ہے کہ:

سچائی کی راہوں میں بکھر کیوں نہیں جاتا
جو کام مجھے کرنا ہے وہ کر کیوں نہیں جاتا

اور اُس کے بعد ارشاد ہوا ہے

ہر گام پہ یہ مجھ کو رُلاتا ہی رہا ہے
اندر کا یہ انسان گزر کیوں نہیں جاتا
اک بوند ہوں پانی کی مگر باقی ہوں اب تک
کیا بھید ہے دھرتی میں اُتر کیوں نہیں جاتا

اسی طرح مطلع ہے کہ:

دل سنبھلتا ہے نہ یادوں کی دُکھن جاتی ہے
اور نہ سینے سے ترے غم کی چُبھن جاتی ہے

نظم اور خاص طور پر آزاد نظم جمشیدؔ کا پسندیدہ میڈیم ہے۔ اور اِس میں اُن کی اعلیٰ ادبی صلاحیتوں کا ظہور نسبتاً مضبوط تر اسلوب سے ہوتا ہے۔ اظہار کی یہ عمدگی اُس وقت دو چند بلکہ دہ چند ہو جاتی ہے جب وہ نظمِ معرّیٰ میں ''حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم'' کو مخاطب کر کے اپنے زمانے کے آشوب ہا کی روداد کہتے ہیں۔ آزاد نظم پر اُن کی قدرت اور طلاقت دیکھتے ہوئے اُن کے دیباچہ نگار (نقش نگار) جناب ڈاکٹر ذیشان اطہر کے اس مشورے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ ''اپنی آزاد نظم کو جتنا زیادہ سے زیادہ پھیلا سکو تو یہی تمھیں زمانے بھر میں ایک اعلیٰ اور ارفع مقام دلوا دے گی''۔

جمشیدؔ قلزمِ ذات کی شناوری کے ساتھ ساتھ مزاجِ کائنات کی صورت گری و نقد نگاری بھی کرتے ہیں۔ ''اپنے